مردوزن میں مساوات

تحریر:
جناب غلام سرور قریشی
ریٹائرڈ ٹیچر عباس پورہ جہلم

خواتین کا عالمی دن ہر سال 8/ مارچ کو منایا جاتا ہے اور اس سال بھی منایا گیا۔ مغرب کے تتبع میں پاکستان میں بھی خواتین کا یہ دن بڑی آب وتاب سے منعقد ہوتا ہے۔ ملکی، غیر ملکی این۔ جی۔ اوز سرکاری وغیر سرکاری سطح پر مجالس مذاکرہ، تقاریب منعقد کرتی اور ریلیاں نکالتی ہیں۔ اس کاروائی میں مسلمان خواتین کا سوادِ اعظم ہرگز شریک نہیں ہوتا اور وہ ورکنگ لیڈیز ہوں یا خواتینِ خانہ، معمول کے مطابق اپنے اپنے دائرہ کار میں یا حریم خانہ کے اندر مصروفِ عمل ہوتی ہیں۔ چند ایک جانی پہچانی مغرب زدہ خواتین اس تحریک کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ان تقاریب میں ملک کے وزیراعظم، صدر اور کئی نامور شخصیات مہمان خصوصی کے طور پر شریک ہوتی ہیں اور عورتوں کی ہم نوائی میں اسلامی احکام کو مسخ کرتی ہیں۔ جو افکارِ فاسدہ ان مجالس میں پیش کئے جاتے ہیں، وہ قرآنی و اسلامی احکامات کی باغیانہ تردید کرتے ہیں۔ بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ہمارا معاشرہ مردوں کی سرداری اور غلبہ کا معاشرہ ہے۔ یہ طعنہ نرا طعنہ ہے۔ ہمارا معاشرہ کبھی مردوں سے مغلوب نہیں رہا بلکہ ہمیشہ سے گاڑی کے دو پہیوں کے مثل رہا ہے۔

مردوزن دونوں ہی مساوی طور پر اس میں اپنے اپنے حقوق وفرائض ادا کرتے آ رہے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ، جناب آصف زرداری پر غالب تھیں یا ان سے مغلوب تھیں، ڈاکٹر فہمیدہ مرزا کے میاں ان پر حاوی ہیں یا صورت حال اس کے الٹ ہے۔ ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان اپنے خاوند سے دبتی ہیں یا وہ ان سے دبتے ہیں۔ مہرین اور فرزانہ راجا کی متاہل زندگی میں کون کس پر غالب ہے؟ آج پاکستان میں لاکھوں خواتین زندگی کے ہر میدان میں مصروفِ عمل ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ مرد اپنی بیوی پر تشدد کرتا ہے تو کم ازکم اگر برابر نہیں تو نصف تعداد میں بیویاں بھی اپنے اپنے خاوندوں کو قتل کرتی یا قتل کراتی ہیں اور چھ چھ بچے چھوڑ کر، دوسرے مردوں کے ساتھ فرار ہو جاتی ہیں۔ اگر مرد شادی کے بعد بھی بدکاری کرتا ہے تو عورت بھی اس میدان میں پیچھے نہیں۔ اگر غیرت کے نام پر مرد، عورت کو قتل کرتا ہے تو عورت بھی اپنے خاوند کو اپنی ہوس رانی کی خاطر

اپنے راستے سے ہٹانے کیلئے نہیں چوکتی۔ کیا یہ معاملہ مساوی نہیں ہو جاتا؟

دوسرا بڑا اعتراض تعدّد ازدواج پر کیا جاتا ہے۔ ہم اس کا اسلامی جواب نہیں دیتے۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ عورت کو کس حکیم نے بتایا ہے کہ وہ بیوی والے مرد سے شادی رچا لیا کرے اور اس کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی بن جایا کرے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی لڑکی کے والدین، رقم لے کر اسے کسی بڈھے یا بیوی والے مرد کے ساتھ بیاہ دیں۔ یہ والدین کی زیادتی ہو گی لیکن اس کا کیا جواب ہے کہ جب کوئی عورت، بیوی والے مرد سے ناجائز تعلقات قائم کر کے اس سے عقد کر لیتی ہے اور اس کے ہنستے بستے گھر کو اجاڑ دیتی ہے اور سوتن بن کر پہلی بیوی کی زندگی میں زہر گھولتی ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ عورت کی بڑی دشمن خود عورت ہی ہے۔ اور اگر کوئی تردید کرے تو ہم ثبوت بہم پہنچا سکتے ہیں کہ تعدد ازدواج کے خلاف آواز اٹھانے والیاں خود تعدد ازدواج کا سبب ہیں۔ وہ خود، اپنی صنف پر سوتن بن کر آئی تھیں۔ کیا یہاں بھی معاملہ مساوی نہیں ہو جاتا؟ یہ حقائق ہیں تو تلخ...... لیکن ان افکارِ فاسدہ کے رد میں ان کا بیان واجب ہے۔ عورت کو کیا مجبوری ہوتی ہے جب وہ بازارِ حسن کے کوٹھے پر بیٹھ جاتی ہے؟ کیا وہ کسی کے گھر میں نوکرانی بن کر روٹی نہیں کما سکتی؟ کیا وہ سلائی مشین چلا کر اپنی روٹی نہیں کما سکتی؟ کیا وہ کسی غریب مرد سے نکاح کر کے، عصمت فروشی سے بچ نہیں سکتی؟ اور ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ چاہے تو کرۂ ارض سے بدکاری کا وجود مٹا سکتی ہے یہ درست ہے کہ عصمتوں کے بیوپاری اور خریدار مرد ہی ہیں لیکن اپنی عصمت لٹانے اور بیچنے کے لئے اگر عورت آمادہ نہ ہو تو (بدکاروں کیلئے) یہ دنیا اجڑ جائے! کیا یہاں بھی معاملہ مساوی نہیں ہو جاتا؟

ہمارے ہاں کی لبرل بی بیاں ہر بات میں امریکہ اور یورپ کے حوالے دیا کرتی ہیں۔ یقیناً یہ معاشرے ان کے خیال میں مردوں کی حاکمیت اور عورتوں کی محکومیت اور مظلومیت سے پاک ہیں۔ ان کے نزدیک یہ مثالی معاشرے ہیں جن میں عورت سکھ چین کی بنسی بجاتی ہے مگر...... ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ خیال درست ہے تو وہاں کی عدالتوں میں طلاق لینے والی عورتوں کی بھرمار کیوں ہے؟ وہاں طلاق کا حکم عدالت دیتی ہے اور درخواست گزار عورتیں ہوتی ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس مبینہ ''جنت ارضی'' کے گھروں میں رہنے والی بیویاں، مبینہ ''مثالی مردوں'' سے چھٹکارہ حاصل کرنے کیلئے ہر روز ہزاروں کی تعداد میں طلاق لینے کیلئے عدالتوں میں آتی ہیں؟ وہاں تو تعدد ازدواج بھی نہیں ہے؟ پھر آخر اس مثالی دنیا کے مثالی مردوں سے نجات

حاصل کرنے کیلئے مثالی بیویاں کیوں طلاق لیتی ہیں؟ ان معاشروں پر تو مردوں کا غلبہ نہیں ہے! کیا ہماری محترم لبرل خواتین ان کے اخبارات، رسائل اور جرائد نہیں پڑھتی ہیں جن میں عورتوں پر جنسی تشدد، جسمانی مار پیٹ، بیویوں کی خاوندوں اور خاوندوں کی بیویوں سے چوری چھپے بدکاری کی داستانیں اور ان کے نتیجے میں عورتوں کے لرزہ خیز قتل کے واقعات بڑے تواتر کے ساتھ چھپتے رہتے ہیں؟ کیا وہ ان کے وہ ناول نہیں پڑھتی ہیں جن کا مرکزی خیال عورتوں کی عصمت دری ہوتا ہے۔ ناول نگار معاشرتی برائیوں کی خیالی ترجمانی کرتا ہے۔ میرے خیال میں، اگر ہماری لبرل بی بیوں کی رسائی اس لٹریچر یا مخابرات تک ہوتی تو وہ ہرگز ان معاشروں کی نقالی میں اس حد تک بے چین نہ ہوتیں۔ وہاں تو عورتوں کو مکمل مالی خودمختاری حاصل ہے مگر وہاں عورت، ان مسلمان خواتین کی قسمت پر رشک کرتی ہے جن کے خاوند، ان کی پوری پوری کفالت کرتے ہیں۔

تیسرا اعتراض عورت کی گواہی پر ہے۔ ہم یہاں بھی اسلامی جواب نہیں دیں گے۔ فرض کریں ایک واقعہ کی گواہ ایک عورت ہی ہے تو کوئی عدالت، اس کی گواہی اس لئے رد نہ کر دے گی کہ وقوعہ کے وقت دوسری عورت موجود نہ تھی جو عدالت میں آکر شہادت دیتی۔ یہ ان بی بیوں کا محض واہمہ ہے جسے وہ یونہی استعمال کرتی رہتی ہیں۔ اب ہم اس علت کا بیان کریں گے کہ اسلام نے دو عورتوں کی گواہی کیوں ضروری ٹھہرائی ہے، قرآن میں مذکور ہے ''دو عورتوں کو گواہ کرلو کہ اگر ایک کو بھول لگ جائے تو دوسری یاد دلا سکے''۔ کیا ہم یہاں یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ان بی بیوں کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ حکم الٰہیہ کی تنسیخ کا مطالبہ کریں؟ کیا وہ اپنے مطالبات کے جوش میں کہیں حکم قرآنی کا انکار تو نہیں کر رہی ہیں!؟ خیر یہاں ہم کسی کی مسلمانی کو چیلنج نہیں کریں گے لیکن وہ حکم قرآنی کی تنسیخ کا مطالبہ کر کے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کر رہی ہیں۔ گواہی کا مسئلہ بڑا سیدھا ہے کہ جب کوئی دستاویز لکھنا ہو یا کچھ قرض وغیرہ کا لین دین کرنا ہو۔ کسی یتیم کا مال لوٹانا ہو تو ایک مرد یا دو عورتوں کو گواہ ٹھہرالو۔ بس یہ اسی حد تک ہے کہ معاملات کی جزئیات بعض اوقات بعض مستورات کو یاد نہیں رہتیں۔ لیکن اگر کسی مقدمہ قتل میں اکیلی عورت گواہ ہو اور وہ عدالت میں جرح کے مشکل امتحان میں سے گزر جائے اور اس کی شہادت میزان عدالت میں پوری اتر جائے تو ملزم سزایاب ہوگا۔

حاکمیتِ مرد کو قبول کرنا، عورت کی ضرورت ہے۔ یہ محترمہ شہناز شیخ رات کے ۲ بجے گھر سے باہر قدم رکھ کر دکھائیں تو ہم انہیں مان جائیں...... بلکہ دروازے پر دستک ہو، آدھی رات ہو، ہر طرف تاریکی ہو، سناٹا ہو تو

کسی بھی عورت کو دروازہ کھولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ ایسے میں مرد ہی دروازہ کھولتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿الرجال قوامون علی النساء﴾[النساء:۳۴]اور﴿علیھن درجۃ﴾[البقرہ:۲۲۸] مرد عورتوں پر حاکم ومحافظ مقرر کیے گئے ہیں اور انہیں، ان پر فضیلت حاصل ہے یہ قرآنی فیصلے ہیں۔ ہمیں یہاں چون وچرا کی اجازت نہیں ہے۔ چونکہ ان خواتین کو ان فیصلوں پر اعتراض ہے اس لئے ہم ان سے پوچھتے ہیں: ''کیا انہوں نے کبھی پاگل کتے کو مارا ہے؟ گھر میں سانپ آجائے تو ان کی سٹی گم ہو جاتی ہے۔ اسے مارنے کو مالیوں اور نوکروں کو بلاتی ہیں۔ آخر کیوں؟ وہ روزمرہ کی زندگی میں درجنوں بار، مردوں کو اپنی مدد کیلئے پکارتی ہیں۔ کیا کسی عورت نے رات کو گلی میں پہرہ بھی دیا ہے؟ کیا فاٹا میں لڑانے والی فوج میں حوا کی کوئی بیٹی بھی شامل ہے؟ یہ بی بیاں کیا باتیں کرتی ہیں۔ کیا ان کی مت ماری گئی ہے؟ اگر وہ اپنی فطرت پر ہی غور کرتیں تو کبھی اس قسم کی واہی باتیں نہ کرتیں۔ وہ عورتوں کی نمائندگی کا دعویٰ کرتی ہیں اور ڈرائنگ رومز اور جلسہ گاہوں میں بھٹہ خشت (Kiln) سے اینٹیں نکالنے والی اور کپاس چننے والی خواتین کی باتیں کرتیں ہیں۔ یہ سب کچھ زیب داستان کیلئے ہے، اور مہمانِ خصوصی بزاخفش کی طرح ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ بات مساوات کی ہے۔ اگر وہ مردوں کے برابر ہیں تو مردوں کی طرح، مُردوں کی قبریں کیوں نہیں کھودتیں اور ان کی قبریں مرد کیوں تیار کرتے ہیں؟ ہم ان سے پوچھتے ہیں: ان پر زچگی یا ماہانہ ایام کا زمانہ ہے۔ اتفاق سے وہ کمانڈر انچیف ہیں۔ ایسے میں فوج کو کون لڑائے گا؟ کیا یہ شرم کی بات نہ ہے کہ کمانڈر انچیف پر زچگی کا زمانہ ہو اور ملک پر دشمن حملہ کر دے اور وہ کسی ڈلیوری ہوم میں پڑی کراہ رہی ہو؟ وہ کس مساوات کی بات کرتی ہیں۔ وہ مساوات نہ طلب کریں ورنہ انہیں فوج میں بھرتی ہو کر دشمن سے لڑنا بھی پڑے گا اور وہ اس وقت سے ڈریں جب وہ دشمن کے ہاتھوں میں جنگی قیدی بن جائیں گی اور ان کی عصمت، دشمن سپاہی لوٹ لیں گے۔ یہ اپنے لباس اور طرزِ بود وباش کو دیکھیں ان کا کپاس چننے اور اینٹیں ڈھونے والی عورت سے کیا علاقہ؟ عورت کی گواہی کے بعد وراثت میں بھی وہ بھائی کے برابر حصہ طلب کریں گی۔ مگر یہاں آکر ان کی زبان رک جاتی ہے کیونکہ ان کا پسندیدہ یورپی اور امریکی قانونِ وراثت میں بیٹی کو محروم رکھتا ہے۔ ایک آخری سوال یہ ہے کہ ان بی بیوں کو مردوں سے شادی کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟ مردوں کا غلبہ، مردوں کی حاکمیت اور تسلط ان کیلئے ناگوار ہے تو مجرد رہا کریں۔ مرد جانیں اور ان کا کام! وہ شادی نہ کریں گی تو ان تمام بکھیڑوں سے آزاد رہا کریں گی۔ جس مرد کے خلاف وہ مجسم احتجاج بنی رہتی ہیں، وہ اس کی

بیوی بلکہ دوسری یا تیسری بیوی کیوں بن جاتی ہیں؟ اگر ان کا جواب یہ ہو کہ شادی فطرت کا تقاضا ہے تو پھر ہماری طرف سے یہ اضافہ کرلیں کہ خاوند کی اطاعت بھی فطرت کا تقاضا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ان کی ساری کج فہمی کا کافی جواب ہے: ترجمہ "اگر سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے روا ہوتا تو میں ہر عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے"۔ ان کے حق میں نبی رحمت ﷺ نے یوں فرمایا: ترجمہ "(لوگو!) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتا ہے"۔ پھر فرمایا: ترجمہ "(لوگو) جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"۔ اسلام کا یہ متوازن پیغام ہے۔ اسی کی اطاعت میں مرد و زن کا بھلا ہے ہمیں یہ اطمینان ہے کہ شمعِ محفل فہم کی خواتین ہمیشہ سے اسلام اور اسلامی اقدار کا مذاق اڑاتی آرہی ہیں لیکن الحمدللہ مسلمان خواتین من حیث الجماعت ان کی گمراہ فکر سے محفوظ ہیں۔

شاہراہِ ریشم کی تیاری میں محترم عاصمہ جیلانی، مہرین راجا اور ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے تو کوئی حصہ نہیں لیا تھا بلکہ حوا کی ایک بیٹی بھی شریک مہم نہ تھی۔ اگر مساوات ہے تو پھر وہاں مردوں کے برابر تعداد میں خواتین کو جان ہتھیلی پر رکھ کر کام کرنا چاہیے تھا۔ مرد روٹی کماتا ہے، اگر مساوات ہے تو ہر عورت اپنی روٹی خود کمایا کرے۔ مرد اپنی پیٹھ پر اڑہائی من آٹے کی بوری اٹھاتا ہے اگر مساوات ہے تو مسز تھیچر کو بھی یہ بوری اٹھانا چاہیے۔ اگر مساوات ہے تو گدھا گاڑیاں بھی عورتوں کو چلانا پڑیں گی۔ اگر مساوات ہے تو عورتوں کو مردوں کی طرح ہمالیہ کی چوٹیوں پر دیودار درخت بھی کاٹنا پڑیں گے۔ اگر مساوات ہے تو پھر زنانہ پولیس کو ڈاکوؤں کا مقابلہ بھی کرنا پڑے گا۔ یہ بی بیاں ہماری مانیں تو یہ راگ الاپنا چھوڑ دیں اور وہ کام کریں جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بنایا ہے۔ حریم خانہ کے اندر اپنی قدرتی سلطنت کی بادشاہی کریں۔ **والحمد للہ رب العالمین۔**

موضع کھوہار میں جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 23 مارچ بروز منگل دن 10 بجے تا 1:30 بجے موضع کھوہار میں جلسہ سیرت النبی ﷺ ہوا۔ جس کی صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے کی۔ پروگرام کا آغاز قاری غلام رسول صدر مدرس شعبہ حفظ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جلسہ سے حضرت مولانا قاری عبدالرحیم ساجد خطیب سرگودھا نے مفصل خطاب کیا۔ یہ پروگرام جناب میاں محمد الیاس کے بیٹے عتیق الرحمٰن کے قرآن مجید مکمل حفظ کرنے کی خوشی میں ہوا۔ جس میں ان کے افراد خاندان کے علاوہ علاقہ بھر سے لوگوں نے شرکت کی۔ مولانا قطب شاہ اور محمود مرزا جہلمی نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔